JQSS
ISSN(p): 2790-5632
ISSN(e): 2790-5640
www.jqss.org

JQSS Vol: 01, Issue: 02, July-Dec-2021

Page:20-32

برصغیر میں عربی ادب کے ترویج کے محرکات

The causes of spreading Arabic literature and language in the Sub-Continent

Sibghat Ullah

MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan .

Dr. Jahanzaib Rana

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Isra University Hyderabad, Sindh.

Abstract:

At the time of arrival of Muslim community in sub –continent region and due to their settlement in the region Arabic language has been prevailed and such as the system of its publication and learning has been commenced. Because the directives of Islam and Laws are in the Arabic Language as per Quran and Sunnah So that it is necessary to learn the Arabic Language for the Awareness of Islamic direction .So that to achieve the knowledge of Sharia including the expertise the peoples of subcontinent has been achieved the expertise of Arabic language ,literature ,knowledge ,ilmulSaraf ,al Nahaw ,knowledge of al-Ishteqaq and ilmul Balagha etc. Moreover it is clarify that the scholar of Arab have been convinced their expertise .The Basic point of service in the Arabic language of Scholars of Sub continent that they do not served only to enhanced the language but the cause of service to serve themselves to achieve the better performance of identification of Islam. In this Article I mention the causes of Spreading of Arabic language in Sub continent such as Madaris, Schools and teaching of Arabic language in Universities etc.

Key words: *Arabic Language, Sub-continent, Spreading, Learning, Expertise.*

CC BY

مدارس عربیہ اسلامیہ کا جو وسیع سلسلہ پاکستان کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے، اس میں درسی نصابات کے جزوی اختلافات سے قطع نظر بنیادی طور پر وہی نظام تعلیم رائج ہے جو "درس نظامی" کے نام سے معروف ہے۔ اس نظام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مولانا مسعود عالم ندوی اپنے مخصوص اسلوب میں لکھتے ہیں :-

"ہند کے دینی اداروں میں رائج نظام تعلیم کو ہند کے ایک عالم ملا نظام الدین (م ۱۱۶۱ھ) کی نسب سے "درس نظامی" کہا جاتا تھا۔ یہ نظام یونانی منطق و فلسفہ، ان کی شروح و حواشی اور نظری لحاظ سے نحو و بلاغت کی جملہ کتب نیز تفسیر و حدیث کے کچھ حصوں پر مشتمل تھا۔ تاہم اہل دیوبند اور اسی طرح اہلحدیث کے ہاتھوں میں جب دینی اداروں کی زمام تدریس آئی تو انہوں نے تفسیر و حدیث و فقہ پر مشتمل دینی علوم کا حصہ زیادہ کر دیا اور علوم یونان کی مقدار کم کر دی۔ مگر انہوں نے عربی کی بحیثیت زبان تدریس پر کوئی توجہ نہ دی، اگرچہ عربی ادب کی بعض کتب کی تدریس کا اہتمام کر دیا۔(1)

چنانچہ حنفی و سلفی (اہلحدیث) مسلک کے ان تمام اداروں میں قواعد، صرف و نحو، قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عربی شعر ادب بھی کسی حد تک شامل نصاب ہے۔ اگرچہ بطور مجموعی عربی تحریر و تقریر کی جانب توجہ کم ہے، لیکن ذریعہ تعلیم کو عربی-اردو مخلوط قرار دیا جا سکتا ہے۔ صدیوں تک پاکستان سمیت پورے برصغیر کے مدارس میں عربی-فارسی مخلوط ذریعہ تعلیم و نصاب رائج رہا ہے۔ تاہم قیام پاکستان سے پہلے بالعموم اور بعد ازاں بالخصوص اردو زبان نے ان مدارس میں کم و بیش وہی حیثیت حاصل کر لی ہے جو پہلے فارسی کو حاصل تھی۔ اور اب عربی کتب کی تدریس کے وقت اردو زبان کو ذریعہ تعلیم و تفہیم کی حیثیت عربی کے ہمراہ عملاً حاصل ہے۔(2)

یہ عربی اسلامی مدارس قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں عربی زبان و علوم کی تعلیم کا واحد منظّم و موثر ذریعہ رہے ہیں اور تمام تر تنقیدی جائزوں کے باوجود یہ تسلیم کرنا ناگزیر ہے کہ اگر یہ مدارس اور ان کا نظام تعلیم نہ ہوتا تو سلطنت مغلیہ کے زوال اور ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد نیز برطانوی ماہرین بشمول لارڈ میکالے کے ہاتھوں نظام تعلیم کی یکسر تبدیلی کے نتیجے میں عربی زبان و ادب اور عربی اسلامی علوم پورے برصغیر میں دم توڑ دیتے اور مسلمانوں کا دینی تشخص حتیٰ کہ قرآن مجید کی ناظرہ تلاوت، نماز، نکاح، جنازہ اور دیگر شعائر دینیہ کی ادائیگی محدود تر یا یکسر معطل ہو کر رہ جاتی۔(3)

قیام پاکستان کے وقت عربی اسلامی مدارس کی غالب تعداد ان علاقوں میں رہ گئی جو بھارت کے حصے میں آئے۔ "دارالعلوم دیوبند"، "ندوۃ العلماء" "لکھنو" "مدرسہ عالیہ" "کلکتہ"، "مدرسہ الاصلاح" "سرائے میر"، "مظاہر العلوم" "سہارنپور"، "جامعہ سلفیہ" "بنارس"، "مدرسہ فرنگی محل" "لکھنؤ"، "دارالعلوم منظر الاسلام" "بریلی"، "خانقاہ اشرفیہ"، "خانقاہ اشرفیہ" "تھانہ بھون اور دیگر اہم و عظیم الشان اداروں میں سے کوئی بھی قابل ذکر منبع علوم ایسا نہ تھا جو پاکستان کے حصے میں آیا ہو۔ اس طرح قدرت کی جانب سے بھارت کی مسلم اقلیت کے عربی اسلامی علوم کی حفاظت و ترویج کا انتظام تو ہو گیا، والحمد للہ علی ذلک، مگر پاکستان میں علوم دینیہ کے حوالے سے بڑی مشکلات پیدا ہو گئیں۔ ان حالات میں مذکورہ و غیر مذکورہ دینی اداروں کے فارغ التحصیل علماء نے پاکستان کے موجودہ جغرافیائی خطہ میں ہزاروں مدارس عربیہ اسلامیہ کا سلسلہ بتدریج منظّم کیا جو کہ محدود انفرادی و غیر سرکاری وسائل کے حوالے سے انتہائی مشکل اور صبر آزما کام تھا۔ تاہم علماء و طلاب علوم عربیہ اسلامیہ کی عظیم الشان اور انتھک مساعی کے نتیجے میں تقسیم برصغیر کے بعد مملکت پاکستان میں باقی ماندہ درسگاہوں کی بقاء و حفاظت اور نئے اداروں کے قیام کا سلسلہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ اور مختلف مدن و قرئی میں ایسے مدارس دینیہ قائم ہوتے چلے گئے جن میں نہ صرف پاکستان بلکہ افغانستان اور دیگر بلاد اسلامیہ و اقلیات مسلمہ سے تعلق رکھنے والے طلبہ بھی بڑی تعداد میں حصول تعلیم کے لیے مسلسل آتے رہے اور ان کی تعداد اب بھی روز افزوں ہے۔(4) ان مدارس سمیت پاکستان کے تمام مدارس عربیہ بالعموم مساجد سے متصل یا منسلک ہیں جیسا کہ قدیم زمانہ سے مسلم ممالک اور برصغیر کی روایت چلی آئی ہے۔

جدید نظام تعلیم میں عربی زبان

مدارس عربیہ اسلامیہ کے نظام تعلیم میں عربی زبان و علوم کے مقام و نوعیت کا جائزہ لینے کے بعد جدید نظام تعلیم میں عربی زبان کی صورتحال کا جائزہ لینا بھی انتہائی اہم ہے۔ کیونکہ اسی عمومی نظام کے تحت پاکستانیوں کی غالب اکثریت تعلیم حاصل کرتی ہے۔ یہ جدید نظام دراصل اسی نظام تعلیم کا تسلسل ہے جو 1835ء میں لارڈ میکالے نے برصغیر پاک و ہند میں نافذ کروایا۔ اس نظام میں عربی زبان اور علوم نقلیہ یعنی قران و حدیث وغیرہ کا کوئی مقام نہیں تھا اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد یوسف "تاریخ ادبیات" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

برصغیر میں عربی ادب کے ترویج کے محرکات

"انگریزی نظام میں عربی اور منقول کا مرکزی نقطہ غائب ہے اس کی بدولت مسلمانوں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ ممکن ہوا ہے کہ ایک مسلمان مثقف اور اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی کہلائے اور عربیہ منقول سے عاری ہو۔" (5)

اس فرنگی نظام تعلیم کے نفاذ سے پہلے عصر غزنوی سے سلطنت مغلیہ کے زوال تک (۱۸۵۷-۱۹۹۸) صدیوں پر محیط مسلم عہد میں عربی زبان اور قرآن وحدیث وفقہ وغیرہ مسلم نظام تعلیم کی اساس تھے۔

بقول ڈاکٹر محمد یوسف:

"صدیوں کے اس طویل عرصہ میں کوئی بھی وقت ایسا نہ تھا جب ایک مسلمان کو جو عربیہ منقول سے بحرہ ور نہ ہو کسی لحاظ سے بھی عالم فاضل یا مثقف اور تعلیم یافتہ ہی کہا جا سکے۔" (6)

دکتور زبید احمد عربی زبان کی اس علمی و دینی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"تمام جغرافیائی و سیاسی دشواریوں کے باوجود ہند کے مسلمان عربی کو نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ ان کی مقدس کتب اسی زبان میں ہیں اور یہی زبان اسلامی امور کے بیش بہا خزانے کی کنجی ہے۔" (7)

قیام پاکستان کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ عربی زبان و علوم کو قومی نظام تعلیم میں ابتدائی و ثانوی اور جامعی تعلیم میں لازمی اور اساسی مقام دیا جاتا۔ نیز لغت التدریس یا ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے بھی اردو وغیرہ کے ہمراہ ہر سطح پر اس کی نشر اشاعت کی جاتی ہے مگر عربی زبان قرآن وحدیث نیز فقہ و تاریخ اسلامی کے عربی سرمایہ کو نظام تعلیم میں کوئی ٹھوس اور بنیادی مقام حاصل نہ ہوا۔ بلکہ انگریز کے رائج کردہ تعلیمی ڈھانچہ پر بطور مجموعی اکتفا کر لیا گیا۔ پورے نظام تعلیم کی عربی زبان و علوم کی اساس پر تشکیل نو تو کجا، اردو، سندھی، بنگالی اور انگریزی وغیرہ ذریعہ ہائے تعلیم کے سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں عربی زبان کو لازمی مضمون کی حیثیت بھی حاصل نہ ہو سکی۔ مزید براں قومی و تعلیمی سطح پر اردو اور بنگلہ زبان و خط کے حوالہ سے دو مختلف متضاد لسانی ثقافتی اور جغرافیائی دھاروں کی کش مکش نے بھی عربی زبان و علوم کی دینی تعلیمی اور قومی اہمیت کے حوالے سے غور و فکر کا زیادہ موقع ہی نہ دیا۔ اس سلسلے میں عربی زبان و خط اور علوم نقلیہ کے دفاع و اشاعت کے لیے جو آوازیں اٹھتی بھی رہیں وہ نقار خانے میں طوطی کی آواز اور صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ (8)

تاہم دسمبر ۱۹۷۱ میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلہ دیش کے قیام کے بعد پاکستان میں اردو بنگلہ کش مکش کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ نیز پاکستان جغرافیائی ثقافتی لحاظ سے شرق اوسط سے زیادہ مربوط و منسلک ہو گیا اور عربی زبان و خط کی قومی جغرافیائی و ثقافتی اہمیت کئی گنا زیادہ ہو گئی۔ چنانچہ بعد ازاں پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ میں عربی زبان، قرآن مجید اور علوم اسلامیہ کی تعلیم کا جو ذکر کیا گیا، اس سلسلے میں مشہور عرب مصنف و مفکر دکتور احسان حقی "دستور پاکستان" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمانانِ پاکستان کے سلسلے میں اپنی تمامتر مساعی اس بات میں صرف کرے کہ:

- قرآن کریم اور علوم اسلامیہ کی تعلیم لازمی قرار دے۔
- اور یہ کہ عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی اور اس کے لیے سہولتیں فراہم کرے۔

- نیز اہم کتابیں شائع کرنے اور قرآن کریم کی نشر واشاعت میں مدد دے۔

چنانچہ قران کریم کی ناظرہ تعلیم، اسلامیات کو میٹرک پھر بی-اے تک لازمی قرار دینے اور "مراکز قومیہ" (نیشنل سنٹرز) میں عربی بول چال کی تدریس وغیرہ کے اقدامات وقتاً فوقتاً کئے گئے ہیں، مگر اس حوصلہ افزائی کے باوجود عربی زبان کو نظام تعلیم مین کوئی اساسی مقام نہیں ملا۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ علمی، دینی، جغرافیائی، ثقافتی، قومی اور عالمی حوالوں سے عربی زبان کی اہمیت نیز مشرق اور سط وافریقہ کے مسلم ممالک سے روابط ووابستگی کا احساس بندریج ہونے لگا۔ اور عربی زبان کو مختلف سطحوں پر لازمی قرار دینے نیز قومی سطح پر دینی وثقافتی حوالوں سے اہم مقام دینے کی سوچ آگے بڑھنے لگی۔ (9)

پاکستان کے جدید نظام تعلمی میں ارود، انگریزی اور مقامی ذریعہ تعلیم کی بحث سے قطع نظر سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں عربی زبان کی مجموعی صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے اسے درج ذیل مدارج میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پرائمری تعلیم میں عربی زبان

پاکستان میں ابتدائی تعلیم پانچ جماعتوں پر مشتمل ہے۔ اس پنج سالہ پرائمری تعلیم میں عربی زبان لازمی یا اختیاری کسی بھی حوالے سے موجود نہیں۔ گزشتہ نصف صدی کے عرصہ میں وقتاً فوقتاً قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم کے حوالے سے بعض ابتدائی جماعتوں میں بھی "تعلیم القرآن" کا جزوی انتظام کیا جاتا رہا ہے، مگر یہ سلسلہ بھی مربوط اور غیر منظم ہے۔

بطور مجموعی "وزات تعلیم" کے بعض حوصلہ افزااقدامات کے باوجود گزشتہ پچاس برس سے زائد عرصہ میں عربی زبان کو قرآن مجید کے حوالے سے یا براہ راست بطور زبان کسی مقام کا مستحق نہیں سمجھا گیا۔ اور ایک پرائمری پاس پاکستانی طالب علم "اسلامیات" پڑھنے کے باوجود نہ تو عربی زبان کے مبادیات سے واقف ہوتا ہے اور نہ ہی قرآن مجید کی عبارت کی صحیح قرأت اور اس کے الفاظ کے سادہ مفہوم کو بلاترجمہ سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ماضی قریب میں مختلف ماہرین تعلیم نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ پرائمری کی پانچ جماعتوں میں قرآن اور "لسان القرآن" پر مشتمل ایک آسان اور مشترک ابتدائی نصاب رائج کر دیا جائے جو بعد ازاں ثانوی تعلیم میں عربی دانی اور قرآن فہمی کی مشترکہ اساس بن سکے۔

عالم اسلام میں عربی کی روز افزوں دینی ومجموعی اہمیت کے پیش نظر اس بات کا امکان موجود ہے کہ مستقبل میں وزارت تعلیم کی جانب سے اس قسم کا نصاب نافذ کر دیا جائے یا الگ سے عربی زبان کی تعلیم اور جماعت سے لازم قرار دے دی جائے۔

ثانوی تعلیم میں عربی زبان

پاکستان میں ثانوی تعلیم چھٹی سے دسویں جماعت تک پانچ سالوں پر مشتمل ہے اور بعد ازاں "ثانویہ علیا" (ہائر سیکنڈری یا انٹر میڈیٹ) کی دو سالہ تعلیم ہے۔ ان تمام جماعتوں میں قیام پاکستان سے پہلے اور بعد ازاں عربی کو لازمی مضمون کی حیثیت نہیں دی گئی۔ تاہم چھٹی، ساتویں، آٹھویں یعنی "صفوف وسطی" (مڈل کلاسز) میں عربی زبان کو فارسی وغیرہ کے ہمراہ طویل عرصہ تک اختیاری مضمون کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ نیز میٹرک اور ایف اے میں آداب (آرٹس) کے طلبہ کے لیے دیگر بہت سے مضامین کی طرح عربی کو بی اختیاری مضمون کی حیثیت اب تک حاصل ہے۔

برصغیر میں عربی ادب کے ترویج کے محرکات

ثانوی تعلیم کے سات سالوں میں عربی زبان کو وسیع پیمانے پر فروغ دینے کے لیے پاکستان کی مرکزی وزارت تعلیم نے ۱۹۸۲ء میں وہ فیصلہ کن قدم اٹھایا جو ۱۸۳۵ء میں لارڈ میکالے کے تجویز کردہ نظام تعلیم کے نفاذ کے بعد برصغیر پاک وہند کی مسلم تاریخ میں بالعموم اور "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کی تاریخ میں بالخصوص ایک منفرد اور قابل تعریف لسانی اقدام قرار دیا جاسکتا ہے۔ ڈکتور محمود عبداللہ اس فیصلہ کی تفصیل درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وہ صدارتی حکم جاری ہوا جس کی رو سے عربی زبان پاکستان کے تمام اسکولوں میں چھٹی سے بارہویں جماعت تک لازمی مضمون قرار دے دی گئی ہے۔ اس فیصلہ کا نفاذ اپریل ۱۹۸۲ سے ہوگا۔

اس اقدام کے نتیجے میں عربی زبان کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ چھٹی سے بارہویں جماعت تک تمام مراحل تعلیم میں لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اس کے بعد مرکزی وزارت تعلیم کی جانب سے چھٹی سے دسویں جماعت تک فی الفور عربی کی درجہ بدرجہ لازمی تعلیم اور بعد ازاں اس سلسلہ کو ثانویہ علیا (انٹر میڈیٹ) تک بڑھانے کا باقاعدہ اعلان کردیا گیا۔ ۱۹۸۲ء میں شروع ہونے والے تعلیمی سال سے لازمی عربی کی تدریس کا سلسلہ اسلام آباد سے شروع ہوا اور پھر بتدریج ملک بھر کے سرکاری "مدارس ثانویہ" میں عربی زبان چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعت میں لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھائی جانے لگی۔ تاہم آٹھویں جماعت کے بعد یہ سلسلہ عملاً ابتدا ہی سے منقطع ہے۔ نویں اور دسویں جماعت میں عربی کی لازمی تدریس کے لیے نہ تو کتب شائع کروائی گئیں اور نہ ہی اساتذہ کے حوالے سے کوئی خصوصی انتظام کیا گیا اور ظاہر ہے کہ گیارہویں اور بارہویں جماعت کا نمبر تو اس کے بعد ہی آسکتا ہے۔ (10)

اس صورتحال کی وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں، بہر حال تمام ترکاوٹوں اور مشکلات کے باوجود اس بات کا پورا پورا امکان ہے کہ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ میں بھی عربی کو حسب فیصلہ غیر سرکاری اسکولوں سمیت ہر جگہ آخر کار لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہو جائے گی کیونکہ دینی، جغرافیائی، ثقافتی، قومی، لسانی، عالمی اور دیگر حوالوں سے عربی زبان پاکستان کے لیے ماضی کی نسبت بدرجہا زیادہ اہمیت اختیار کر چکی ہے اور جتنا جلد اس پر عمل کیا جائے، اتنا ہی ہماری مختلف النوع ضروریات کے حوالے سے بہتر اور مفید ہو گا۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جنوبی ایشیاء میں مالدیپ سے افریقہ میں سینیگال تک اکثر مسلم ممالک میں عربی کی لازمی تدریس کے سلسلے میں مختلف اقدامات کئے جاچکے ہیں اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔

اسی سلسلہ میں یہ بات بطور خاص قابلِ ذکر ہے کہ ۱۹۹۹ء میں پاکستان کی "مرکزی وزارت تعلیم" نے پہلی سے دسویں جماعت تک قرآن مجید کی لازمی تدریس کا جو جدید نصاب نافذ کیا، اس میں چھٹی سے دسویں تک قرآنی سورتوں کے ترجمہ کے ہمراہ عربی قواعد کی تعلیم بھی شامل ہے۔ اس اقدام سے تلاوت و ترجمہ قرآن میں مہارت کے ساتھ ساتھ قرآنی عربی سیکھنے میں بڑی مدد ملے گی اور اگر لسان قرآن کے سلسلہ کو آسان تر نصاب کی صورت میں پہلی جماعت سے ہی قرآنی تعلیم کے ساتھ مربوط کر دیا جائے تو مزید موئثر اور فیصلہ کن نتائج برآمد ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ (11)

یونیورسٹیز کی تعلیم میں عربی زبان

ڈگری کی سطح پر آداب (آرٹس) کے طلبہ کے لیے قیام پاکستان سے پہلے اور بعد عربی زبان اختیار مضمون کی حیثیت سے دیر لاتعداد مضامین کے ہمراہ موجود چلی آ رہی ہے۔ علاوہ ازیں اضافی (آپشنل / ایڈیشنل) ایڈیشنل مضمون کی حیثیت سے بھی دیگر بہت سے مضامین کے ہمراہ موجود ہے۔

عربی بحیثیت لازمی مضمون

1. جامعہ آزاد جموں وکشمیر" مظفر آباد کی جانب سے کئی برس پہلے ڈگری کی سطح پر علوم و آداب (سائنس اور آرٹس) ہر قسم کے طلبہ کے لیے عربی زبان کو لازمی مضمون قرار دیا جاچکا ہے۔ اس طرح اب آزاد کشمیر کے تعلمی اداروں میں عربی زبان چھٹی جماعت سے بی-اے تک مختلف سطحوں پر لازمی ہے۔ ڈگری کلاسوں میں عربی کو لازمی مضمون قرار دینا پاکستان بھر کی جامعات اور ان کی "مجالس علمیہ" (اکیڈیمک کونسلز) کے لیے ایک قابل توجہ اور قابل تقلید مثال ہے کیونکہ عربی کی دینی وعالمی اہمیت کے علاوہ عرب و مسلم دنیا سے ان جامعات کے بڑھتے ہوئے تعلیمی، تحقیقی اور ثقافتی روابط نیز اردو میں سائنسی وعلمی اصطلاح سازی کا عمل ، جامعی سطح پر سہل اور جدید اسلوب پر مبنی عربی کی لازمی تدریس کے متقاضی ہیں۔

2. عربی زبان کی لازمی تعلیم کی ایک اور انتہائی اہم مثال نومبر ۱۹۸۰ء میں قائم شدہ "الجامعة الاسلامية العالمية" اسلام آباد (انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی) کی ہے۔ جہاں ڈگری کی سطح پر قانون، اقتصاد، دعوۃ، اصول الدین سمیت ہر کلیہ (فیکلٹی) میں عربی زبان لازمی مضمون ہے اور انگریزی کے ہمراہ ذریعہ تعلیم بھی ہے۔ عربی زبان کی تدریس کا معیار اعلیٰ اور منفرد ہے۔ عربی کی تدریس کے سلسلے میں اس جامعہ کی مثال تمام جامعات کے لیے قابل توجہ و تقلید ہے۔

ڈگری کی سطح پر عربی لازمی تدریس کی ایک اور اہم مثال "مرکز الشیخ زاید الاسلامی" (جامعہ پنجاب، کراچی، پشاور) کا بی اے آنرز پروگرام ہے۔ جس میں عربی نہ صرف لازمی مضمون بلکہ (اردو/ انگریزی کے ہمراہ) ذریعہ تعلیم بھی ہے۔

اس طرح عربی زبان پاکستان کے نظام تعلیم میں بطور مجموعی اب ڈگری کی سطح پر اختیاری اور لازمی دونوں صورتوں میں موجود ہے اور یہ بات خارج از مکان نہیں کہ آخر کار اسے ملک بھر میں ڈگری کی سطح پر تمام جامعات میں لازمی مضمون کی حیثیت دے دی جائے۔

"الجامعة الاسلامية العالمية" (انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی) اسلام آباد کا (بی۔اے) کے بعد انٹرمیڈیٹ چار سالہ ہے اور اس میں عربی لازمی ہونے کے ساتھ ساتھ لغتہ التدریس یعنی ذریعہ تعلیم بھی ہے۔ ایم۔اے کا سطح پر پاکستان میں یہ واحد سرکاری جامعہ ہے جس میں عربی زبان چودہ سالہ تعلیم کے بعد بھی اعلی تعلیم کے ہر شعبہ میں لازمی ہے اور یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا ہے۔ (12)

عربی بحیثیت اختیاری مضمون (ایم۔اے)

قیام پاکستان کے بعد "شعبہ عربی" کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور (پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج) ملک بھر میں واحد شعبہ عربی تھا۔ ۱۸۷۰ء میں "اورینٹل کالج" کے قیام کے ساتھ ہی اس میں "شعبہ سنسکرت" کے ہمراہ "شعبہ عربی" قائم ہو چکا تھا جس میں "فاضل عربی" وغیرہ کی کلاسوں کا اجراء ہوا۔ ۱۸۸۸ء میں ایم۔اے عربی کی کلاسوں کا داجراء کیا گیا۔ اس طرح گزشتہ ایک صدی میں "شعبہ عربی، جامعہ پنجاب،" کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ صرف جامعہ پنجاب، بلکہ پاکستان بھر کی جامعات میں قائم شدہ تمام شعبہ جات میں (شمول شعبہ ہای عربی) اولین اور قدیم ترین ہے۔ اس طرح خطہ پاکستان کی جامعی تعلیم کی ابتداء عربی زبان سے ہوئی۔ حسن اتفاق سے عربی زبان کا پاکستان سے اس حوالے سے بھی بڑا منفرد اور اساسی تعلق قرار پاتا ہے۔

اس شعبہ سے گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ میں ہزاروں افراد ایم۔اے عربی کی ڈگری لے کر نکلے ہیں۔ اس شعبہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے والے پاکستانی اور غیر ملکی طلبہ کی تعداد بھی کئی سو ہے اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ نیز ایم۔، ایم افل، پی ایچ ڈی عربی سمیت گریجوایٹ سطح کے تمام مراحل میں عربی زبان کو سو فیصد ذریعہ وجتعلیم و تحقیق و امتحانات کی حیثیت دی جاچکی ہے۔

برصغیر میں عربی ادب کے ترویج کے محرکات

''جامعہ پنجاب'' کے علاوہ قیام پاکستان کے بعد ملک کے مختلف مقامات پر یکے بعد دیگرے قائم ہونے والی جامعات میں بھی شعبہ ہای عربی قائم کئے گئے ہیں۔ مثلاً'' جامعہ کراچی''، ''جامعہ سندھ'' جام شورو، ''جامعہ پشاور''، ''اسلامیہ یونیورسٹی'' بہاولپور، ''جامعہ بہاء الدین ذکریا'' ملتان ''جامعہ گومل'' ڈیرہ اسماعیل خان، وغیرہ۔

'' جامعہ بلوچستان' کوئٹہ اور'' جامعہ آزاد جموں وکشمیر'' مظفر آباد وغیرہ میں شعبہ ہای علوم اسلامیہ قائم کئے جاچکے ہیں اور توقع کی جاتی ہے کہ بالاخر شعبہ عربی بھی ان جامعات میں قائم ہوجائین گے۔

ان تمام جامعات سے طلبہ کی کثیر تعداد ہر سال فارغ التحصیل ہوتی ہے اور ملک بھر میں عربی زبان کی تدریس وترویج میں اہمک کردار ادا کرتی ہے۔

یہ امر بھی قابل ہے ذکر ہے کہ ''جامعہ پنجاب'' سمیت مختلف پاکستانی جامعات کے ''شعبہ لی علوم اسلامیہ'' میں ایم اے وغیرہ کی سطح پر عربی زبان لازمی تعلیمی مضمون ہے اور بعض دیگر مراحل تعلیم میں بھی عربی کو اہم (لازمی / اختیاری) مضمون کی حیثیت حاصل ہے۔ (13)

نیز مختلف جامعات بالخصوص جامعہ پنجاب میں شعبہ فارسی، اردو، پنجابی، کشمیریات وغیرہ کے تحت ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی مختلف سطحوں پر'' عربی زبان و قواعد کی لازمی / اختیاری تعلیم کو روز افزوں اہمیت دی جارہی ہے اور اس سلسلہ میں کئی اقدامات کیے جاچکے ہیں (مثلاً جامعہ پنجاب، لاہور میں پی ایچ ڈی پنجابی، ایم فل فارسی، اور اایم اے کشمیر کے نصابات میں عربی زبان کی 9 لازمی تدریس وغیرہ)

عربی زبان کی دینی، ثقافتی اور عالمی حوالوں سے روز افزوں اہمیت کا مزید اندازہ مختلف اداروں اور تنظیموں کے درج تعلیمی اقدامات سے بھی بخوبی کیا جاسکتا ہے:۔

1. جامعہ العلامتہ اقبال المفتوحتہ (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) اسلام آباد میں ایم اے اردو کے نصاب میں ع ہ ربی زبان کا لازمی پرچہ (سونمبر)۔
2. نیز ایم اے فارسی، جامعہ پنجاب لاہور کے مجوزہ نئے نصاب میں عربی زبان کا لازمی پرچہ (سونمبر)۔
3. ادارہ تعلیم و تحقیق، جامعہ پنجاب لاہور کے ایم اے ''تعلیم اسلامی'' (Islamic Education) میں عربی زبان کی بعض سمسٹروں میں لازمی تدریس۔
4. جامعہ پنجاب، لاہور کے ''کلیتہ علم الحاسوب الآلی'' (College of Computer Science) میں بی سی ایس کے نصابات میں جدید عربی زبان کی تدریس۔
5. جامعہ پنجاب، لاہور کے ''معھد الادارتہ العامتہ'' (Institute of Public Administration) میں بی اے آنرز کے نصاسبات میں عربی و فرانسیسی میں سے کوئی ایک زبان پڑھنے کا اختیار۔
6. معھد الادارتہ والتکنولوجیا، لاہور (Institute of Management & Technology: سابقہ I.L.M) میں ایم بی اے کی سطح پر عربی، فرانسیسی، جرمن اور چینی زبان کی اختیاری تدریس۔
7. جامعتہ الکلیتہ الحکومیتہ، لاہور (Government College University) میں گریجوایشن تک عربی کی اختیاری تدریس کے علاوہ ''شعبہ فارسی'' وغیرہ میں پوسٹ گریجوایٹ کی سطح پر عربی قواعد وزبان کی تدریس۔
8. جامعتہ لاہور للعلوم الادارتیہ، لاہور (Lahore University Of Management Sciences) میں گریجوایشن وغیرہ کی سطح پر عربی، فارسی اور دیگر جدید زبانوں کی اختیاری تدریس۔

9. شعبہ عربی، جامعہ پنجاب کے تحت عربی کے سرٹیفیکیٹ اور ڈپلوما کورسز، نیز "کلیہ شرقیہ جامعہ پنجاب" (Punjab University Oriental College) کے اساتذہ و محققین کے لیے لسانیاتی حوالوں سے عربی زبان کی ہفتہ وار تدریس کا انتظام اور حرم القائد الأعظم (قائد اعظم کیمپس) میں اساتذہ جامعہ پنجاب کے لیے عربی زبان کی ہفتہ وار تدریس کا انتظام۔

10. مرکز الشیخ زاید الاسلام و شعبہ مساجد جامعہ پنجاب، کے زیر اہتمام عربی سرٹیفکیٹ اور ڈپلومہ کورسز۔

11. "فاھم القرآن انسٹیٹوٹ" لاہور، "اسلامی جمعیت طالبات" پاکستان "ادارہ منہاج القرآن" لاھور، "قرآن ھاؤس" اسلام آباد اور دیگر دینی و ثقافتی تنظیموں کی جانب سے پاکستان کے مختلف مقامات پر اپنے ارکان و دیگر افراد کے ہیے قرآنی عربی کی تدریس کا وسیع تر انتظام۔ نیز "دارالعروبۃ للدعوۃ الاسلامیۃ" منصور جیسے اداروں کی قومی و عالمی عربی خدمات۔ وعلی ھذا القیاس۔

عربی نصابات کی تجدید

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مختلف جامعات کے تحت مختلف سطحوں کے نصابات میں اب عربی زبان کی جدید انداز میں تدریس اور عربی کو بطور مکمل ذریعہ تعلیم اختیار کرنے کا اہتمام بھی روزافزوں ہے۔ چنانچہ شعبہ عربی جامعہ پنجاب نے سن ۲۰۰۲ء سے بی اے کی سطح پر عربی قواعد و ادب کے دو اختیاری پرچوں کی بجائے "اللغۃ العربیہ" و "الادب العربی" کے نام سے جدید نصابات نافذ کئے ہیں اور بی اے عربی اضافی (آپشنل) کے لیے بھی "اللسان العربی" کے نام سے نیا نصاب نافذ کیا ہے۔ نیز ایم اے عربی کی سطح پر بھی زبان و ادب کے توازن اور سو فیصد عربی ذریعہ تعلیم پر مبنی نئے نصابات نافذ کیے ہیں اور دیگر اکستانی جامعات بھی بتدریج اسی راہ پر گامزن ہیں۔ (14)

چنانچہ "یونیورسٹی گرانٹس کمیشن" اسلام آباد (موجودہ ہائر ایجوکیشن کمیشن) کے زیر اہتمام پاکستان بھر کی جامعات کے صدور شعبہ ہای عربی کے سہ روزہ اجلاس بسلسلہ عربی نصابات منعقدہ اسلام آباد (۳۰ ستمبر، ۱، ۲ اکتوبر ۲۰۰۲ء) میں بی اے عربی اختیاری و اضافی کی سطح پر نہ صرف بالترتیب "اللغۃ العربیہ" و "الاءدب العربی" اور "اللسان العربی" کے زیر عنوان نئے نصابات کہ متفقہ سفارش کی گئی، بلکہ ایم اے عربی سال اول و دوم کے نصابات کے سلسلہ میں بھی جامعہ پنجاب کے جدید نصابات اور دیگر مختلف جامعات کے نصابات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قومی سطح پر حتی الامکان نصابات عنوانات و تفاصیل میں یکسانیت پیدا کرنے کے سلسلہ میں متفقہ سفارشات بھی منظور می گئیں۔

نیز متفقہ طور پر سفارش کی گئی کہ پوست گریجوایٹ سطح کے تمام تعلیمی مراحل (ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی، عربی وغیرہ) میں ملک بھر میں عربی زبان کو سو فیصد ذریعہ تعلیم و امتحانات کے طور پر اختیار کیا جائے۔ (جیسا کہ "انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی" و "نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لنگویجز" و "علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی" اسلام آباد، جامعہ پءناب لاہور، جامعہ بہاءالدین زکریا ملتان، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سمیت اکثر جامعات میں پہلے ہی کیا جا چکا ہے)۔

نیز سفارش کی گئی کہ اسلامیات کی ہر سطح کی تعلیم میں بالعموم اور اعلیٰ تعلی میں بالخصوص عربی زبان کو بنیادی حیثیت دی جائے۔ علاوہ ازیں چونکہ اردو، فارسی اور پاکستان کی علاقائی زبانوں کا رسم الخط اور وسیع ذخیرہ الفاظ و اصطلاحات عربی سے ماخوذہ، لہذا ان کی مختلف سطحوں کی تعلیم میں بالعموم اور پوسٹ گریجوایٹ سطح کی تعلیم میں بالخصوص عربی قواعد و لغت کی تعلیم کو شامل کیا جائے۔

مزید سفارش کی گئی کہ جس طرح "ماڈل دینی مدارس" کے مجوزہ سرکاری نصاب (۲۰۰۲ء) میں عربی، اردو، انگریزی تینوں زبانوں کی تعلیم و تدریس لازمی قرار دی جا چکی ہے۔ نیز مختلف تعلیمی سطحوں پر ان تینوں زبانوں کو ذریعہ تعلیم کی حیثیت بھ دی گئی ہے، اسی طرح پاکستان نظام تعلیم کی یکسانیت کا عمل متقاضی ہے کہ عمومی نظام تعلیم

میں بھی سرکاری وغیرہ سرکاری تمام قم کے تعلیمی اداروں میں ابتدائی وثانوی اور جامعی سطح پر عربی، اردو، انگریزی کے ہمراہ بطور عمومی ذریعہ تعلیم (انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ،اسلام آباد وغیرہ کی طرح) فروغ دیا جائے۔

تمام اشارات سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عربی زبان، علمی و دینی، لسانی و ثقافتی اور قومی و عالمی مختلف حوالوں سے پاکستان میں مسلسل فروغ پذیر ہے اور اردو، انگریزی کے ہمراہ ہر تعلیمی سطح ہر بطور لازمی زبان وذریعہ تعلیم سہ لسانی مربوط پاکستانی نظام تعلیم کی تشکیل کے لیے ایک ناگزیر ضرورت بن چکی ہے۔

جامعات اسلام آباد

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں قائم شدہ تین مختلف النوع مگر انتہائی اہم جامعات میں سے ہر ایک میں شعبہ عربی بڑے منفرد انداز میں قائم ہے اور ان میں سے ہر شعبہ، عربی زبان کی ترویج واشاعت میں انتہائی اہم اور مئوثر کردار ادا کر رہاہے۔

" قائداعظم یونیورسٹی "، "علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی " اور " انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی " اسلام آباد سے وابستہ ان تینوں کا مختصر اور خصوصی تذکرہ باترتیب درج ذیل ہے:

شعبہ عربی، "نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز"، اسلام آباد

"نیشنل انسٹیٹوٹ آف ماڈرن لینگویجز" جدید اور زندہ زبانوں کی جدید طریق تدریس کے ذریعے تعلیم کی خاطر قائم کیا گیا اور خود مختار ہونے کے ساتھ ساتھ "جامعہ قائداعظم " سے منسلک رہاہے۔ اس کی اسناد اسی جامعہ کی جانب سے جاری کی جاتی رہی ہیں۔ سن ۲۰۰۱ء میں اسے یونیورسٹی کادرجہ سے دیا گیاہے۔

اس ادارے میں اک مکمل " شعبہ عربی " قائم ہے جس میں ایم۔اے کے علاوہ ڈپلومہ کورسز بھ ہوتے ہیں نیز اب "پی ایچ ڈی " عربی کا سلسلہ بھی شروع کردیا گیا ہے۔

یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والا ہر فرد ایم۔اے عربی کے بعد عربی تحریر و تکلم پر قادر ہوتا ہے اس شعبہ کا اسلوب ونصاب تدریس عربی زبان سکھانے کے سلسلے میں انتہائی مئوثر اور قابل استفادہ ہے۔ یہ ادارہ جولائی ۱۹۷۰ء میں قائم ہوا۔(15)

شعبہ عربی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

یہ جامعہ ۱۹۷۴ء میں "جامعتہ الشعب المفتوحتہ " (میں پیپلز اوپن یونیورسٹی) کے نام سے قائم کی گئی۔اور ۱۹۷۷ء میں اس کا نام بدل کر "جامعتہ العلامتہ اقبال المفتوحتہ " (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) رکھ دیا گیا۔ اس جامعہ کا بنیادی مقصد مراسلت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوامی سطح پر سملک بھر میں تعلیم کو عام کرنا اور اس کے قیام کی ابتداء ہی سے اس میں شعبہ عربی اور عربی زبان کی تدریس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس جامعہ میں تدریسی مراحل تین اقسام پر مشتمل ہیں:۔

(الف) فصول مفتوحتہ (اوپن کلاسز) بذریعہ مراسلت، ریڈیو اور ٹیلی ویژن۔

(ب) فصول منظمتہ (باقائدہ کلاسز) جن میں عرب وپاکستانی اساتذہ وطلبہ بلاواسطہ آمنے سامنے موجود ہوتے ہیں۔

(ج) تدریب المعلمین (ٹیچرز ٹریننگ)

۱۹۷۵ء سے "المنظمة العربیة للتربیة والعلوم والثقافة" نے اس جامعہ کے ساتھ قریبی تعاون کی ضرورت کو محسوس کیا اور اس سلسلے میں اقدامات شروع کیے۔ بعد ازاں ۱۹۸۲ء میں عربی زبان کو چھٹی سے بارہویں جماعت تک لازمی قرار دہئی لاصدارتی حکم جاری ہوا تو اس تعاون میں مزید پیش رفت ہوئی اور سکولوں کے اساتذہ کی تربیت کے لئے وسیع پیمانے پر پروگرام مرتب کیا گیا۔

جس پر کئی سال عملدرآمد کے نتیجے میں کثیر تعداد میں اساتذہ نے تربیت حاصل۔ اس طرح یہ جامعہ عربی زبان کی ذرائع ابلاغ کے ذریعے براہراست ترویج و اشاعت اور اساتذہ کی تربیت کے سلسلے میں بڑااہم اور وسیع تر کردار ادا کر رہی ہے۔(16)

شعبہ عربی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

الجامعة الاسلامیة العالمیة، اسلام آباد نومبر ۱۹۸۰ء میں "جامعة الملک عبد العزیز" جدہ کا تعاون سے اعلی سطح پر عربی، اسلامی اور دیگر علوم کی ترویج کے لئے قائم کی گئی جس میں عرب اساتذہ کی کثیر تعداد بھی موجود ہے۔

اس کے شعبہ عربی میں عربی زبان وادب کی تدریس عربی ذریعہ تدریس کے توسط سے مستحکم اور جامع بنیاعوں پر کی جارہی ہے۔ یہاں کے فارغ التحصیل طلبہ عربی زبان میں تحریر و تکلم، فہم و قراءت وغیرہ پر عمدہ قدرت رکھنے کے ساتھ ساتھ مختلف علوم و آداب عربیہ سے بھی کافی واقفیت رکھتے ہیں اور یہ شعبہ اپنے عالمی معیار تدریس کے حوالہ سے عالم عربی کی جامعات کے شعبہ ہای عربی سے بہت حد تک مشابہت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے اسے ملک بھر کے شعبوں میں بڑی انفرادیت حاصل ہے اور مستقبل میں اس شعبے سے پاکستان میں عربی زبان وعلوم کی تدریس وترویج کے سلسلے میں بڑی توقعات وابستہ ہیں۔

عربی بحیثیت ذریعہ تعلیم

پاکستان میں عربی زبان ہزاروں مدارس عربیہ اسلامیہ میں درس و تدریس کا بنیادی ذریعہ ہے۔ ابتدائی تعلیم سے "شھادتہ العالمیہ "یعنی ایم اے کی سطح تک ان تعلیمی اداروں میں کسی نہ کسی شکل میں عربی یا عربی–اردو مخلوط ذریعہ تعلیم رائج ہے۔ اور یہی صورتحال امتحانات کی بھی ہے۔

تاہم مغربی نظام تعلیم پر مبنی تعلیمی اداروں میں عربی زبان کو ذریعہ تعلیم وامتحان کی حیثیت صرف محدود سطح پر حاصل ہے۔ مثلاً عربی اسلامیات کے مضامین کے لئے بی اے ایم اے اور پی ایچ ڈی وغیرہ کی سطح پر عربی کو ذریعہ تعلیم وامتحانات بنانے کی مختلف جامعات میں اجازت ہے۔ نیز استثنائی حالات میں بعض دیگر مضامین کے لئے بھی اس کی اجازت م سکتی ہے، مگر لغتہ التدریس یا زریعہ تعلیم کی حیثیت سے عربی زبان کو پاکستان میں فیصلہ کن اور وسیع تر حیثیت نومبر ۱۹۸۰ء میں "انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد" کے قیام کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ جہاں قانون، اقتصاد، دعوتہ، اصول الدین سغیرہ تمام کلیات (Faculties) اور شعبہ جات میں عربی زبان لازمی مضمون نیز انگریزی کے ہمراہ ہر سطح پر زریعہ تعلیم بھی ہے۔

چنانچہ بطور مجموعی یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مدارس دینیہ اور سرکاری تعلیمی اداروں کلیات و جامعات کے حوالے سے عربی بطور "لغتہ التدریس" متفرق صورتوں میں عرصہ دراز سے موجود ہے۔ اور عربی روز افزوں دینی، لسانیاتی، عالمی اور جغرافیائی اہمیت نیز عرب و مسلم ممالک سے گہرے تعلیمی و ثقافتی تعلقات کے پیش نظر اس بات کا امکان ہے کہ اردو کے ساتھ ساتھ عربی کو بھی ابتدائی، ثانوی اور جامعی تعلیم کے تمام مدارد میں ذریہ تعلیم وامتحانات بنانے کی اجازت دے دی جائے اور اسلام آباد کی "انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی کے قیام سے اس کی اعلیٰ و مئوظر ابتداء ہو چکی ہے۔17

جامعہ پنجاب، جامعہ پشاور، جامعہ کراچی

"متحدہ عرب امارات کے صدر عزت مآب شیخ زاید بن سلطان آل نہیان اور سابق وزیر اعظم پاکستان (۱۹۷۲ء-۱۹۷۷ء) جناب ذوالفقار علی بھٹو (م ۴، اپریل ۱۹۷۹ء) کے مابین مذاکرات کے نتیجے میں شیخ زاید کی جانب سے "جامعہ پنجاب" "لاہور" جامعہ پشاور" اور "جاعہ کراچی" میں تین عظیم الشان "اسلامک سینٹر" اعلی عربی اسلامی تعلیم کے لئے تعمیر کرائے گئے۔ جنہیں ۱۹۸۵ء میں باقاعدہ حکومت پاکستان کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ اس فراخدلانہ مالی و تعلیمی تعاون پر اظہار تشکر کے طور پر ہر مرکز کانام "مرکز الشیخ زاید الاسلامی" رکھا گیا۔ (جامعہ پنجاب کے "مرکز الشیخ زاید' میں بی اے آنرز کی کلاسوں کا آغاز ۱۹۹۰ء میں ہوا)۔

ان تینوں عظیم الشان "اسلامی مراکز" میں بی اے آنرز کے تین سالہ کورس میں عربی زبان کو انگریزی کے ہمراہ لازمی تعلیمی مضمون اور ذریعہ تعلیم کی حیثیت حاصل ہے۔ نیز ایم اے اور ایم فل سمیت ہر پوسٹ سطح پر بھی عربی زبان کو انگریزی کے ہمراہ بنیادی اہمیت وحیثیت حاصل ہے۔

جامعہ پشاور اور جامعہ کراچی میں "شیخ زاید اسلامک سنٹر" کی عمارت میں شعبہ ہای عربی وعلوم اسلامیہ منتقل ہو چکے ہیں۔ جبکہ جامعہ پنجاب، لاہور میں "شعبہ علوم اسلامیہ" اس عمارت میں موجود ہے اور سنٹر کی جانب سے مستقل بالذات ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کا باقاعد ہپروگرام بھی شروع کیا جاچکا ہے۔ اس طرح یہ "اسلامک سنٹرز" گریجوایٹ سطح پر عربی زبان کی بحیثیت عربی لازمی مضمون تدریس، نیز ذریعہ تعلیم و تحقیق کی حیثیت سے عربی کے فروغ میں مؤثر و وسیع تر کردار ادا کر رہے ہیں اور پاکستان میں عربی زبان وعلوم اسلام کے فروغ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہوئے خصوصی تذکرہ وتشکر کے مستحق ہیں۔

خاتمہ

پاکستانی نظام میں عربی زبان کی حیثیت کے سلسلے میں تمام تر بحث و تحقیق کا خلاصہ و نتیجہ یہ ہے کہ عربی زبان و علوم کو مدارس دینیہ کے علاوہ جدید نظام تعلیم میں بنیادی اور فیصلہ کن مقام اب تک حاصل نہیں ہو پایا۔ تاہم قیام پاکستان کے بعد بالعموم، اور ۱۹۷۱ء میں مشرقی حصہ کی علیحدگی اور اردو۔ بنگلہ کشمکش کے خاتمہ کے بعد بالخصوص، عربی زبان وعلوم کی ترویج واشاعت کے لئے بتدریج مؤثر اور وسیع تر کوششیں ہوئی ہیں اور یہ سلسلہ ارتقاء پذیر ہے۔

عربی زبان اس عرصہ کے دوران میں ثانوی اور جامعی سطح پر مختلف مراحل تعلیم میں لازمی مضمون کی حیثیت حاصل کر چکی ہے اور اختیاری مضمون کی حیثیت سے بھی اسے ان تمام مراحل میں روز بروز زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے۔ ابتدائی تعلیم میں عربی کی صوتحال نسبتاً تشویشناک ہے۔ تاہم بطور مجموعی اس باکا واضح امکان ہے کہ مستقبل میں عربی کو پہلی جماعت سے گریجوایشن تک تمام مراحل تعلیم میں لازمی تعلیمی مضمون کی حیثیت حاصل ہو جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ ابتدائی، ثانوی اور جامعی سطح پر تمام مراحل تعلیم میں اردو کی طرحاسے ذریعہ تعلیم بنانے کی اداازت دے دی جائے گی۔ جبکہ جزوی اور متفق صورتوں میں یہ ادازت اب بھی موجود ہے۔ عربی زبان کی لازمی تدریس اور ہر سطھ ہر بطور ژریعہ تعلیم اجازت وحوصلہ افزائی ناگزیر دکھائی دیتی ہے۔

حوالہ جات (References)

1۔ندوی، مسعود عالم، تاریخ الدعوۃ الاسلامیہ فی الہند،(بیروت: مکتبہ علمیہ، س۔ن)،۳۲۷

Nadvi,Masood Alam,Tareekh Addawatul Islamiya fil Hind (Bairoot: Maktaba Ilmiya) :327

2۔ندوی، ابوالحسن علی، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں،(لاہور: مکتبہ خاور، س۔ن):۷۸

Nadvi,Abul Hassan Ali,Hindustan ki Qadeem Ilmi darsgaheen (Lahore: Maktaba Khawaer):78

3۔ڈاکٹر، محمد عبداللہ، اللغۃ العربیہ فی باکستان،(اسلام آباد: اسلام آباد بورڈ، س۔ن):۱۷۷

Dr, Muhammad Abdullah, Allughatul Arabiya fi Pakistan, (Islamabad: Islamabad Board) :177

4۔میمن، عبداللہ، البلاغ اردو،(کراچی: مکتبہ دار لعلوم، ستمبر ۲۰۰۷ء)۴۵

Memon,Abdullah,Albalagh Urdu (Karachi: Maktaba Dar Uloom,Sep 2007)45

5۔ڈاکٹر، مظہر معین، عصر جدید میں عربی زبان(لاہور: مکتبہ فیصل، س۔ن):۴۵

Dr, Mazhar Moin, Aser jaded ma Arabi zuban (Lahore: Maktaba Faisal)45

6۔راشدی، زاہد، مدرسہ آرڈیننس کے مضمرات،(ملتان: ماہنامہ نقیب ختم نبوتؐ، س۔ن):۵۲

Rashdi,Zahid,Madrasa Ordinance kay Muzmirat (Multan: Monthly Naqeeb Khatam e Nabawt) :52

7۔ڈاکٹر، زبید احمد، عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ،(لاہور: ثقافت اسلامیہ، س۔ن):۶۷

Dr, Zubaid Ahmad,Arabi Adbiyate ma Pak wa hind ka Hisa (Lahore: Saqafat e Islamiya) :67

8۔ڈاکٹر، احسان حقی، باکستان ماضیہا وحاضرہ،(بیروت: دارالنفایس، س۔ن):۱۴۵

Dr,Ihsan Haqqi,Pakistan its past and present (Bairoot: Dar un Nifaas) :145

9۔گوہر، مسعود، نصاب تعلیم برائے دینی مدارس،(پنجاب: روزنامہ خبریں)۲۹جون۲۰۱۹

Gohar,Masood,Nisab Bray Deeni Madaris (Punjab :Roznama Khabrain) 29 June 2019

10۔ندوی، مسعود عالم، تاریخ الدعوۃ الاسلامیہ فی الہند،(بیروت: مکتبہ علمیہ ۲۰۰۱ء):۳۳۹

Nadvi,Masood Alam,tareekh addawayul Islamiya fi hind (Bairoot: Maktaba Ilmiya 2001):339

11۔ندوی، ابوالحسن علی، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں،(لاہور: مکتبہ خاور، ۱۹۹۹ء):۴۲۳

Nadvi,Ablul Hassan Ali,Hindustan ki Qadeem Islami darsgaheen (Lahore: Maktaba Khawer 1999) :423

12۔ڈاکٹر، محمد عبداللہ، اللغۃ العربیہ فی باکستان،(اسلام آباد:اسلام آباد بورڈ،۱۹۹۷ء):۱۲۸

Dr, Muhammad Abdullah, Allughatul Arabiya fi Pakistan, (Islamabad: Islamabad Board) :128

13۔ مظفر،ولی خان، مکالمہ بین المذاہب،(کراچی:مکتبہ فاروقیہ،۲۰۰۵ء):۱۶۷

Muzaffar,wali Khan,Mukalma bain Almazahib(Karachi: Maktaba Farooqiya,2005)167

14۔ مظفر،ولی خان، الفاروق اردو،(کراچی:مکتبہ فاروقیہ،نومبر ۲۰۰۷ ء)اداریہ

Muzaffar, Al Farooq Urdu (Karachi: Maktaba Farooqiya,2007)

15۔ میمن، عبداللہ، البلاغ اردو،(کراچی:مکتبہ دار لعلوم،۲۰۰۸ء):۲۹

Memon,Abdullah,Albalagh Urdu (Karachi: Maktaba Dar Uloom, 2008):29

16۔ڈاکٹر، مظہر معین، عصر جدید میں عربی زبان،(لاہور:مکتبہ فیصل،):۱۵۴

Dr, Mazhar Moin, Aser jaded ma Arabi zuban (Lahore: Maktaba Faisal) :154

17۔راشدی، زاہد، مدرسہ آرڈیننس کے مضمرات،(ملتان:ماہنامہ نقیب ختم نبوتؐ۲۰۰۹ء)

Rashdi,Zahid,Madrasa Ordinance kay Muzmirat (Multan: Monthly Naqeeb Khatam e Nabawt 2009) :52